

## کفار کی ٹیلی سکوپ

25 دسمبر کو سائنس کی دنیا میں ایک انقلاب برپا ہوا ہے۔ اسی سال یعنی 2021ء کی گزارش کر رہا ہوں۔ دنیا میں سبھی ترین لوگوں نے اسے کرسمس کا سب سے عظیم تحفہ قرار دیا ہے۔ حقیقت میں یہ پوری انسانیت کے لئے ایک ایسا نایاب گفت ہے جو آنے والی دہائیوں میں شائد تمام علوم کی بنیاد بن سکتا ہے۔ کائنات کے رموز و اسرار کو بدل سکتا ہے۔ انسانی زندگی میں وہ انقلاب برپا کر سکتا ہے جس کا آج کے ماحول میں تصور تک کرنا خواب ہوگا۔ ناسا (NASA) نے دو دن پہلے دنیا میں آج تک بنی ہوئی تمام تحقیقی ٹیلی سکوپ پس سے جدید تر، حد رجہ سبھی اور شاہکار ٹیلی سکوپ فضا میں بھیجی ہے۔ اس کا نام جیمز ویب پسیس ٹیلی سکوپ James Webb Space Telescope ہے۔ اس کو تخلیق کرتے ہوئے بہترین سائنسی دماغوں کو پورے تیس برس لگے ہیں۔ نا کامیوں اور کامیابوں کے اس مسلسل سفر کی معراج اس کرسمس کے موقع پر عمل میں آئی ہے۔ جنوبی امریکہ سے فضا میں لے جانے کے لئے Arina 5 Rocket استعمال کیا گیا ہے۔ اس ٹیلی سکوپ پر دس بلین ڈالر خرچ ہوئے ہیں۔ ٹیلی سکوپ جنم میں ایک ٹینس کورٹ کے برابر ہے۔ یہ سورج کے گرد مدار میں گھومے گی۔ اور یہ زمین سے اس کا فاصلہ دس لاکھ میل سے بھی زیادہ ہوگا۔ اسے آپ فلموں میں نظر آنے والی ٹائم مشین بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ تخلیق کائنات کے رموز افشا کرے گی۔ بگ بینگ جس کی وجہ سے زمین اور ہماری گلیکسی وجود میں آئی تھی، اس دھماکہ کے بعد آنے والے واقعات پر تحقیق کرے گی۔ سادہ الفاظ میں یہ ٹیلی سکوپ معلوم کر پائے گی کہ آج سے اربوں برس پہلے کائنات کس طرح کی تھی۔ اس میں انفراریڈ بنیائی کا استعمال کیا گیا ہے جو کامک گیس کے آر پار دیکھنے کی اس طاعت رکھتی ہے۔ دراصل عدم سے وجود تک کے تمام سائنسی حقائق معلوم کرے گی۔ اس جدید ترین تحقیق سے دنیا میں کیا انقلاب برپا ہو گا۔ سائنسدانوں کے مطابق ابھی اس کا اندازہ تک لگایا نہیں جا سکتا۔ اس ٹیلی سکوپ کو حدت سے بچانے کے لئے ایک شیلڈ بنائی گئی ہے۔ جو دس برس تک اسے کسی بھی تیز ترین درجہ حرارت میں جلنے سے محفوظ رکھے گی۔ صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ موجودہ کائنات کے تمام اسرار کھوں کر سب کے سامنے رکھ دے گی۔ اس کی اہمیت کا اندازہ تو آپ نے اس جملہ سے لگا ہی لیا ہو گا کہ یہ دنیا کو کرسمس کا سب سے عظیم تحفہ ہے۔

شائد اس قباحت سے کوئی رنج نہیں پہنچتا کہ اس عظیم تحقیقی کا رسمہ میں کسی مسلمان ملک کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ کسی بھی مسلم ملک کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ اس بدلتی ہوئی دنیا میں اس کا رہائے نمایاں میں کسی طرح بھی چند پیسے ڈال کر اپنا فرض نبھائے۔ اب زبوں حال کا دوسرا پہلو ملاحظہ فرمائیئے۔ ناسا میں سترہ ہزار تین سو چالیس افراد کام کرتے ہیں۔ ان کے

کلیدی سائنسدانوں میں عیسائی، یہودی، ہندو اور دیگر مذاہب کے لوگ موجود ہیں۔ مگر ایک بھی مسلمان سائنسدان نہیں ہے۔ مرکزی سائنسدانوں کی بابت عرض کر رہا ہوں۔ ناسا میں سنجیدہ ترین تحقیق کے متعلق عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ وہ سکتا ہے کہ یہ جملہ پڑھنے کے بعد چند افراد تنخ پا ہو جائیں اور سترہ ہزار کے عملے میں سے دو چار مسلمان نکال لیں۔ مگر اس کے برعکس، دنیا کی سب سے پرتعیش کشتی (yacht) سیرین، خدا کے فضل سے سعودی شہزادے کی ہے۔ اور ہاں۔ اس سے پہلے کہ فراموش ہو جائے۔ سعودی فرمروانے دنیا کی سب سے مہنگی پینینگ بھی خریدی ہے جس کی قیمت چار سو چھاس ملین ڈالر ہے۔ اس کا مصور لی نار ڈوڈی نوٹی ہے۔ مشرق وسطیٰ کے امیر ترین خانوادے آج بھی خواتین کے حرم قائم کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ آگے کیا لکھوں۔ آپ خود سمجھ جائیں کہ یہ تمام شہزادے اور شہزادیاں، ذاتی طمع سے اوپر دیکھنے کی اس طاعت اور حیثیت ہی نہیں رکھتے۔ اور یہی حال ہمارے ملک کا ہے۔ یہ درست ہے کہ ہمارے ہاں باضابطہ طریقہ سے شاہی خاندان، بادشاہ اور ملکائیں نہیں ہیں۔ لیکن اگر آپ بے ضابطہ طور پر حقیقت کی آنکھ سے دیکھیں تو ہمارے ہاں شہنشاہ بھی ہیں، شہزادگان کا وجود بھی ہے۔ شہزادیوں کی چھل پہل اور ملکائیں بھی کسی نہ کسی روپ میں حکمرانی فرم رہی ہیں۔ ہمارے ہاں درباری بھی ہیں، مسخرے بھی ہیں، سچ کو جھوٹ اور مکروہ فریب کوازی سچ بنانے والے لفظی جادوگر بھی موجود ہیں اور شاہی جلاد بھی ہیں۔

اپنے ملک کی طرف نگاہ دوڑا یئے۔ شرط صرف یہ ہے کہ آپ کی آنکھ میں سیاسی، مذہبی، علمی اور اقتصادی تعصب نہ ہو۔ پھر اپنے پیارے ملک پر غور کیجئے۔ موجودہ اور سابقہ حالات کو دیکھیے۔ آپ اداسی اور غم کی پاتال میں ڈوب جائیں گے کہ یا خدا، ہم کیا تھے اور اب ہمیں کیا بنادیا گیا ہے۔ دولت اور اختیارات کی بے رحمانہ تقسیم نے ہمارے سماج کو کس طرح بر باد کر دالا ہے۔ یہ بھی ایک ناقابل اصلاح جرم ہے۔ مذہبی حوالے سے بات کرنے کی ہمت کرتا ہوں۔ بتایا جاتا ہے کہ ہم امن پسند لوگ ہیں۔ علمی اور کتابی حد تک تو یہ بات بالکل درست ہے۔ لیکن کیا ہمارے ہاں، ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو مسلمان تسلیم کرتا ہے؟ کیا ہمارے مذہبی لٹربیگر میں درج نہیں ہے کہ ان کی سوچ سے مختلف فرقہ کافر ہے اور اسے قتل کرنا بھی بہت زیادہ نامناسب نہیں؟ اس سے آگے کیا لکھوں۔ اس لئے کہ مجھے اپنی گردان عزیز ہے۔ ہاں، جواب دیجئے۔ کیا افغانستان اور پاکستان میں دہشت گردی کرنے والے مسلمان نہیں ہیں؟ کیا شہید ہونے والے بھی مسلمان نہیں ہیں؟ پر صاحبان! کتابی علم کو بہم حقائق چھپانے کے لئے انتہائی کرختی سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی سر پھرا اس پر بات کرے تو اس کے درپے ہو جاتے ہیں۔ کیا ہمارے ایک مولانا صاحب نے نہیں فرمایا کہ میں پی جن پاکستانی فوجیوں اور شہریوں کو مار رہی ہے۔ انہیں شہید نہیں کہا جا سکتا۔ یعنی ہماری فوج کے جوان اور ہمارے شہری، قتال کے قابل ہیں۔ ان جیسی باتیں سب جانتے ہیں۔ مگر خوف کی وجہ سے بات نہیں کر سکتا۔ شائد میں بھی یہ جملے لکھ کر بے احتیاطی کر رہا ہوں۔ مگر انہیں لکھنا از حد ضروری ہے۔ کیونکہ

حقیقت کچھ اور، اور فسانہ بالکل کچھ اور ہے! ایک بات اور بھی ہے کسی پاکستانی عالم اور مذہبی رہنماء نے یہ نہیں فرمایا کہ جاؤ سائنس کو اوڑھنا بچھونا بناؤ، تحقیق کی دنیا میں داخل ہو جاؤ، جدید علوم کو زیر کرو، منبر رسول سے کبھی موجودہ سائنسی علوم کو مسخر کرنے کے احکامات جاری نہیں ہوتے۔ یہ الیہ ہے اور رہے گا۔

سیاست دانوں کے کردار پر ذہن لڑا یئے۔ چار پانچ سیاسی خاندان اور معدودے قلیل ریاستی شخصیات کی آپس میں کھینچاتا ہے۔ ہر ملک میں سیاست ہوتی ہے۔ حکومت اور اپوزیشن ایک دوسرے سے دست و گریبان رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے لیتے نظر آتے ہیں۔ مگر جو معاملات ہمارے منافق معاشرے کے ہیں۔ اس کی مثال ڈھونڈنا مشکل ہے۔ ہمارے اختلافات اب سیاسی نہیں ہیں۔ یہ شخصی اور ذاتی دشمنی ہے۔ یہ وسائل اور اقتدار پر قبضہ کرنے کی وجہ گنج ہے جس میں اخلاقی نعروں کو بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے۔ روشن ستر برس سے یکساں ہے۔ نام لئے بغیر عرض کروں گا۔ کیا سندھ کے شہزادے اور ان کے والد محترم، واقعی عوام کی خدمت کے لئے سیاست کر رہے ہیں؟۔ کیا وہ ظلم اور جبر سے لوٹی ہوئی بے پناہ دولت کا دنیا کے کسی بھی غیر جانبدار تحقیقی ادارے کو جواب دے سکتے ہیں۔ کیا واقعی ان کے تیرہ برس کے مسلسل حکمرانی سے سندھ کے عام آدمی کی صورت حال بہتر ہو گئی ہے۔ صاحبان ان کی باتوں اور بیانات پر اب تو نہیں آتی ہے۔ نہیں شاید اب رونا آتا ہے۔ مگر کیا کروں، وہ دہائیوں سے جھوٹ بولنے اور اسے بیچنے میں مکمل طور پر کامیاب ہیں۔ سب سے بڑے صوبے پنجاب کی طرف آئیے۔ کیا اس میں کوئی شبہ ہے کہ شاہی خاندان نے تمام دولت، اپنے اقتدار کے دورانیہ میں کمائی ہے۔ سینکڑوں ایکڑوں کے پریش محلات میں رہنے والے کسی ڈھٹائی سے صوبہ پنجاب کے خادم بننے ہوئے ہیں۔ عدالتیں اور ادارے ان کی طاقت سے گھبرا تے اور ڈرتے ہیں۔ ان کی ناجائز دولت کی ایک پائی بھی لندن سے واپس پاکستان نہیں لائی جاسکتی۔ اور بالکل یہی ادنیٰ حالات کے پی کے اور مرکزی حکومت کے ہیں۔ نااہل ترین لوگ، لوگوں کی گردنوں پر سوار ہیں۔ ہربندہ مال کمانے پر مگر دوسرے پر تقيید کرنے میں مصروف کار ہے۔ عوام کی خستہ حالت موجودہ سیاسی حکومت نے جو کرڈالی ہے اس ابتکی کی مثال ملنا ہر درجہ مشکل ہے۔ مگر ان تمام شاہی خاندانوں میں ایک بات حیرت انگیز طور پر یکساں ہے۔ ان کے کسی بادشاہ نے یہ حکم صادر نہیں کیا کہ جاؤ، تحقیق اور سائنس کی دنیا میں کوڈ جاؤ۔ اپنے آپ کو جدید ترین علوم کا وارث بنا لو۔ جاؤ، اللہ کے پہلے حکم، ”اقرا“، کے مطابق علم حاصل کرو۔ ایسی کوئی بات سننے میں نہیں آئی۔ ناسانے جیمز ٹیلی سکوپ بناؤ۔ جو کائنات کے راز افشا کرے گی۔ اس کے برعکس ہم مزید پستی میں ڈوبیں گے۔ کیونکہ ہمارے بادشاہوں نے ہمیں دولے شاہ کے چوہوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ ہر قسم کی علمی سوچ سے مبرا اور بھرپور طریقے سے جہالت پر مطمئن! جناب لوریوں سے یکی نیند سوئے رہے۔ کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں۔ مگر کفار تو محیر العقول ٹیلی سکوپ بنا تے رہنگے۔